دیوان ابوطالب کلیم

از

جناب مولانا امتیاز علی خاں صاحب عرشی
(ناظم کتاب خانۂ عالیہ رام پور)

دیوانِ کلیم کا نسخہ، ۱/۸ بوم سائز کے ۲۴۱ اوراق پر مشتمل ہے۔ کتابت کا ناپ ۳/۴ ۴ × ۱/۲ ۲ ہے۔ مسطر ۱۷ سطری اور کاغذ کشمیری باریک ہے۔ پورے نسخے میں سنہری اور سیاہ دہری جدولیں ہیں۔ متن کتاب سیاہ اور عنوانات قصائد و قطعات شنگرفی ہیں سر ورق پر یہ شعر لکھا ہے

ہر ورق را کہ ازیں گردانی　　گلِ دیگر شگفد، گردانی

اس شعر کو کسی بعد کے مالک نے بڑے خط میں دوبارہ لکھا ہے۔ اس شعر کے نیچے بائیں گوشے میں ترچھی سطروں کے اندر یہ عبارت درج ہے:

"درخطّہ کشمیرِ دلپذیر، ملا ابوطالب کلیم این دیوانِ بلاغت نشان را بفقیر تکلیف نمودند۔ ذرۂ بے مقدار محمد کاظم بن محمد امین منشی عفر ...."

اس عبارت کی داہنی طرف لکھا ہے:

"و غزلیاتی کہ در حاشیہ نوشتہ بخطِ اوست، رحمہ اللہ تعالے"۔

نسخے کا آغاز قصائد سے ہوتا ہے، چنانچہ ورق ۱ ب سے پہلا قصیدہ شروع ہوتا ہے جو نعتیہ ہے۔ اس کا آغاز ہے۔

"شوق ہر کس را کہ در راہِ طلب سر می دہد"

اسی صفحے میں بسم اللہ کے اوپر رنگین لوح کے لئے سادہ جگہ چھوڑی گئی تھی۔ اس میں لکھا ہے

"من متملکاتِ مرزا غیاث الدین خاں"

اس لوح کے اوپر اور ورق ۲ الف کے حاشیۂ بالا پر مُہر ہے جس میں لکھا ہے: "عماد الدولہ معتمد الملک سید یوسف علی خاں بہادر عماد جنگ ۱۲ــــــــ" (ا کائی اور دہائی کے ہندسے صاف نہیں آئے)

مشمولات کی صورت یہ ہے کہ ورق اب ــــ ۱۱۳ ب تک قصائد، قطعات، ترجیع بند اور مثنویاں ہیں۔ قطعوں اور قصائد میں تاریخی بھی ہیں اور غیر تاریخی بھی۔

ورق ۱۱۴ ب ــــ ۲۳۴ الف تک غزلیں ہیں، اور اسی صفحے سے ورق ۲۴۱ ب تک رباعیاں ہیں۔

نسخہ ناقص الآخر ہے، اس لئے سنہ کتابت وغیرہ کا پتا نہیں چلتا۔ جیسا کہ سر ورق کے ایک نوٹ میں کہا گیا ہے، دیوان کے حواشی پر کلیم کے قلم کے حسب ذیل اضافے بھی ہیں۔

(۱) پہلی نظم ایک قطعہ ہے، جو ورق ۶۵ الف کے حاشیے پر بعنوان۔ "در معذرت توارد گفتہ ام" درج ہے۔ اس عنوان کے نیچے "یا علی" لکھا گیا ہے جو آئندہ بھی ہر اضافے کے شروع میں تحریر ہے، اور پھر قطعے کا اس شعر سے آغاز ہوتا ہے:

منم کلیم بطورِ بلندی ہمت ‏ ‏ ‏ ‏ که استفادۂ معنی خبر از خدا نکنم

اس کے بعد شعر ہیں۔

(۲) ورق ۱۳۰ ب پر ایک ۹ شعر کی غزل ہے جس کا مطلع ہے:

چشم ہر کس ماہ سیا روشن است ‏ ‏ ‏ ‏ زآتشِ دل ہم چو مجمر دیدۂ ما روشن است

(۳) ورق ۱۳۷ ب پر بھی ۹ شعر کی غزل ہے، جس کا مطلع ہے۔

در طریق خود نمائی شیدۂ دلخواہ نیست ‏ ‏ ‏ ‏ غیر دعوی بلند و ہمتِ کوتاہ نیست

(۴) ورق ۱۴۷ ب پر ۹ شعر کی غزل ہے، جس کا مطلع ہے:

دل بزیبِ زینتِ گیتی ہنر پرور نیست ‏ ‏ ‏ ‏ غیر نقشِ بوریا بر خویشتن زیور نیست

(۵) ورق ۱۴۸ الف پر ۱۰ شعر کی غزل ہے، جس کا مطلع ہے۔

دائم گلۂ چرخ، دلا ورد زباں چیست ‏ ‏ ‏ ‏ گر ناوکِ جوری رسدت، جرمِ کمان چیست

(۶) ورق ۱۵۰ الف پر ایک غزل متن دیوان میں ہے، جس کا مطلع ہے:

نخلِ امید ز بار افتاد است　　با غم از چشم بہار افتاد است

اس غزل کے پانچویں شعر کی ردیف کے نیچے سقوط کی علامت (۷) بنا کر حاشیے پر یہ ۳ شعر لکھے ہیں:

تختہ آخر بے تابوت کسی است　　کہ ز دریا بکنار افتاد است

اضطرابِ نکہت از دل ماست　　باز، چشمش بشکار افتاد است

حسنِ تو با ہمہ بی پروائی　　در پی خون بہار افتاد است

(۷) ورق ۱۶۸ الف پر ۱۰ شعر کی یہ غزل درج کی ہے:

خصم کو ایمن نشیں کردست ما بالا شود　　تیشہ بر پا می زنم آندم کہ دست آزما شود

(۸) ورق ۱۹۲ ب پر ۱۱ شعر کی یہ غزل ملتی ہے:

اقلیم دل بزور مسخر نمی شود　　ایں فتح بے شکست میسر نمی شود

(۹) ورق ۱۹۳ الف پر ۹ شعر کی یہ غزل لکھی ہے:

گر گرم در طبع نبود، بادہ اش پیدا کند　　شیشۂ می ترک سر از ہمت صہبا کند

(۱۰) ورق ۱۹۳ ب پر ۹ شعر کی یہ غزل ہے:

بر لبم ہم چو جرس خندہ فغاں می گردد　　آب اگر می خورم، از دیدہ رواں می گردد

(۱۱) ورق ۲۲۳ الف پر ۹ شعر کی یہ غزل ہے:

نصیبِ ماست زیان بر سر زیاں دیدن　　گلی بچیدن و دیدارِ باغبان دیدن

ان حاشیوں کے اضافوں کے ماسوا ورق ۱۱۸ ب، ۱۳۶ الف اور ۲۰۴ ب کے حاشیوں پر بھی کلیم کی غزلیں درج ہیں۔ مگر یہ سب نسخے کے کاتب ہی کے قلم کی نوشتہ ہیں۔

ورق ۲۰۵ ب کے حاشیے پر ایک غزل تیسرے خط میں مندرج ہے، اس کا عنوان ہے "راقمہ" اور مقطع میں ہادی تخلص ملتا ہے، جس کا یہ مطلب ہے کہ کسی ہادی تخلص کے شاعر

نے لکھی ہے۔ اس غزل کے یہاں دیوانِ کلیم میں لکھنے کی تقریب صرف اتنی ہے کہ اسی صفحے میں کلیم کی ایک غزل ہے، جس کا شعر ہے:

از ظفر خاں بود آں جمعیت و طرح غزل ۔۔۔ باکہ دیگر زلف معنی را پریشاں می کنیم

اس شعر کے دوسرے مصرع کو ہادی نے اپنے مقطع میں درج کر لیا ہے۔ کہتا ہے

ہادی، ایں مصرع کلیم از روی حسرت گفت و رفت ۔۔۔ باکہ دیگر الخ

ایک بات یہ ذکر کے قابل ہے کہ حواشی کے یہ سب اصلاف سنہری خطوط میں گھیر دئے گئے ہیں۔ اور نسخے پر کرم خوردگی اور آب رسیدگی کے نشان بھی نظر آتے ہیں۔

دوسری بات یہ عرض کرتا چلوں کہ محمد کاظم بن محمد امین منشی، جسے کلیم نے یہ نسخہ تحفۃً دیا تھا عالمگیر نامے کا مصنف ہے، اور بقول مرآۃ العالم سنہ ۱۰۹۱ھ میں فوت ہوا ہے۔ لیکن تاریخ محمدی میں لکھا ہے کہ ایک ثقہ شخص کی تحریر سے معلوم ہوا کہ شاہجہاں آباد میں سنہ ۱۰۹۲ھ میں وفات پائی۔ خود کلیم نے ۱۵ ذیحجہ سنہ ۱۰۶۱ھ میں انتقال کیا ہے، اور "طور معنی بود روشن از کلیم" مادۂ تاریخ وفات ہے۔ تذکرۂ شیر خاں سوری میں سنہ ۱۰۶۲ھ میں انتقال لکھا ہے، مگر دوسرے تمام ماخذ اس کی تائید نہیں کرتے،

چونکہ یہ خود مصنف کا نسخہ ہے اور ایک بہت بڑے فاضل کے پاس رہ چکا ہے، اس لئے دو اہم شخصوں کی تحریروں کا حامل ہونے کے باعث بے حد قابلِ قدر ہے۔

لغات القرآن جلد چہارم

جس کا مدت مدید سے انتظار تھا چھپ کر پریس سے آگئی ہے۔ قیمت غیر مجلد پانچ روپے، قیمت مجلد چھ روپے۔

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶